مکتوباتِ نبوی ﷺ کا دعوتی اسلوب اور مذاہب عالم

محمد عبداللہ*

دورِ اول سے ہی مکالمہ ومناظرہ کے دو طریقے رائج رہے ہیں، ایک بالمشافہ (Face to Face) جس میں دو افراد یا دو فریق دو بدو بیٹھ کر اپنے افکار و خیالات کا تبادلہ کریں دوسرا طریقہ بذریعہ تحریر ہے۔ گو اس کا مفہوم بھی خاصا وسیع ہے۔ تاہم ہمارے پیش نظر خطوط ومکاتیب ہیں۔ مکتوب نویسی کا رواج زمانہ قدیم سے ہی رہا ہے۔ مکاتیب کے ذریعے جہاں انسان کے بے ساختہ پن اور اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا اظہار ہوتا ہے وہیں اس کے افکار و خیالات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ کتبِ حدیث وسیرت اور تاریخ میں رسول اکرم ﷺ کے تین سو کے قریب مکتوبات محفوظ ہیں۔ ان میں سے 139 ایسے خطوط ہیں جن کا اصل متن موجود ہے۔ 86 ایسے خطوط ہیں جن کا صرف مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ ماضی قریب میں چھ وہ خطوط ہیں جو اصل شکل میں دریافت ہو چکے ہیں۔ مکاتیب نبوی ﷺ کو مختلف حصوں میں یوں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱- دعوت پر مبنی مکاتیب

۲- سرکاری احکامات پر مبنی مکاتیب

۳- جواباً ارسال کردہ مکاتیب

۴- متعین کردہ افراد کو ہدایت پر مبنی مکاتیب۔ (۲)

مکالمہ بین المذاہب میں رہنمائی کے لیے یہاں ان مکاتیب نبوی ﷺ کا ذکر کیا جائے گا جو صلح حدیبیہ کے متصل بعد آپ نے مختلف فرمانرواؤں اور حاکموں کو روانہ کیے۔ ابن اسحاق کے مطابق صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے کئی صحابہ کو ملوکِ عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف بلانے کے لیے بھیجا۔ (۳)

یہ سب خطوط دعوتی نوعیت کے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی جامعیت اور اختصار کا بہترین نمونہ ہیں۔ ان سب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ان کے عناصر ترکیبی کچھ یوں سامنے آتے ہیں۔

۱- ہر خط کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا گیا ہے۔ (۴)

۲- عرب دستور کے مطابق مکتوب کے نام سے آغاز کیا گیا ہے۔

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(شہنشاہ فارس خسرو پرویز محض اس بات پر آگ بگولا ہو گیا کہ مکتوب نے اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا ہے۔)

نام میں "من محمد ﷺ" کے ساتھ عبداللہ (اللہ کا بندہ) اور رسول اللہ خصوصیت سے لکھا گیا ہے۔

(من محمد عبداللّٰہ و رسولہٖ)

دو خطوط میں صرف محمد رسول اللہ ہے۔ مکتوب میں یہ محض نام ہی نہیں بلکہ پیغام اور منصب کا اظہار بھی ہے اور مکتوب الیہم کے عقیدے کی نہایت لطیف پیرائے میں تردید بھی کی گئی ہے۔ (۵)

۳-مکتوب الیہ کا نام مع القابات کے تحریر کیا گیا ہے۔

۴-امن وسلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا جملہ بالعموم ان الفاظ پر مشتمل ہے۔

سلام علی من اتبع الھدیٰ

۵-اما بعد کے بعد خط کا مفہوم نہایت جامعیت واختصار کے ساتھ۔

۶-مکتوب الیہ کے حسب حال قرآن حکیم کی کسی آیت کا انتخاب

۷-ترغیب وترہیب کے الفاظ

۸-ایک بار پھر والسلام علی من اتبع الھدیٰ (۵)

۹-آخر میں مہر مبارک (۶)

نبی اکرم ﷺ نے جب ملوک عالم کی طرف خطوط وفرامین لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ بادشاہ اس خط کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے جس پر مہر نہ لگی ہو چنانچہ ایک مہر تیار کروائی گئی اور پھر خطوط کے آخر میں یہ مہر ثبت کی جانے لگی۔ ابن سعد اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ان رسول اللّٰہ لما رجع من الحدیبیة فی ذی الحجة سنة ست أرسل الرسل الی الملوك یدعوھم الی الاسلام و کتب الیھم کتباً فیقل یا رسول اللّٰہ ان الملوك لایقرؤن کتا باً اِلامختوما فصه منه نقشه ثلاثة أسطر: محمد رسول اللّٰہ و ختم به الکتب۔" (۷)

ابتداء میں یہ مہر سونے کی انگوٹھی پر بنوائی گئی لیکن بعد ازاں اسے چاندی کی انگوٹھی پر منتقل کروا دیا گیا۔

مکاتیب نبوی ﷺ میں مکالمہ بین المذاہب کے اہم پہلو:

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اس وقت کی دنیاوی لحاظ سے بڑی طاقتوں کے نام ہیں اور مختلف مذاہب وعقائد کے حاملین کے نام بھی ہیں۔ ان میں مشرکین عرب، یہودی، عیسائی اور زرتشتی (مجوسی) بھی شامل ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مکتوب آپ نے اہل سندھ کے نام ارسال فرمایا تھا جو نتیجہ خیز ثابت ہوا۔

اس لحاظ سے ان مکاتیب میں ایک طرح کا تنوع ہے اور عصر حاضر کے لیے رہنمائی کے کئی پہلو ہیں۔ کم وبیش

وہی طبقے آج بھی دنیا کے اندر موجود ہیں۔ یہاں ہم اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان مکتوبات سے مکالمہ بین المذاہب کے کون سے پہلو سامنے آتے ہیں۔

ا-کلمۂ سواء کی دعوت (مشترکہ امور کی طرف بلانا)

مکالمہ بین المذاہب کا پہلا اصول اور منہج جس کی طرف قرآن حکیم نے بڑی فصاحت کے ساتھ اشارہ کیا ہے وہ فریقین اور مخاطبین کے درمیان مشترکہ امور کی دعوت دینا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قل یا ھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواءٍ بینا و بینکم ان لا تعبد الا اللّٰه و لا تشرك به شیئاً و لا یتخذ بعضاً بعضاً ارباباً من دون اللّٰه فان تولوا فقولو اشھدوا بانا مسلمون۔﴾ (۸)

اے پیغمبر کہہ دیجئے! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے علاوہ رب نہ بنائے، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہو تم گواہ رہو کہ بے شک ہم تو مسلمان ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ:

"ان رسول اللّٰه ﷺ لما بعث معاذاً ؓ علی الیمن قال انك تقدم علی قوم اھل کتاب فلیکن اول ماتدعوھم الیه عبادة اللّٰه فاذا عرفوا اللّٰه فاخبرھم ان اللّٰه قد فرض علیھم خمس صلوٰت فی یومھم و لیلھم فاذا فعلوا فاخبر ھم ان اللّٰه فرض علیھم زکاة من اموالھم و ترد علی فقرائھم فاذا اطاعوا بھا و توق کرائم اموال الناس۔" (۹)

"حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے معاذ! تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہوں، جو اہل کتاب کا ایک گروہ ہیں۔ لہٰذا تم سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا، اگر وہ اللہ کو پہچان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی قبول کرلیں تو انہیں مطلع کرنا کہ اللہ نے ان پر ان کے مال کی زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور انہی کے غرباء میں تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ اس حکم کو بھی تسلیم کرلیں اور ادائے زکوٰۃ پر تیار ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ وصول کرنا۔ خبردار لوگوں کے بہترین مال کو ہاتھ نہ لگانا۔"

چنانچہ ان نصوص کی روشنی میں اثبات توحید، اثبات رسالت اور اثبات آخرت وہ بنیادیں ہیں کہ جن سے مکالمہ کا آغاز ہوتا ہے اور اسی پر مکالمہ کی بنیاد رکھی جائے گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکالمہ میں گفتگو اور کلام کا آغاز ان امور سے کرنا چاہیے جو دونوں فریقین میں امکانی حد تک مشترک ہیں۔ بالخصوص اہل کتاب میں تو بہت سی اقدار مشترک ہیں۔ چنانچہ مکتوبات نبوی ﷺ میں مکالمہ کے اس اصول کا بخوبی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ شاہ حبشہ، نجاشی (۹) کو لکھا:

"اما بعد انی احمد الیك اللہ الذی لا الہ الاھو الملك القدوس السلام المومن المھیمن۔"(۱۰)

''میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہی حقیقی بادشاہ ہے ، وہ تمام عیبوں سے پاک ہے، امن دینے والا اور سب کا نگہبان ہے۔''

والی بحرین (منذر بن ساویٰ) کو تحریر کیا:

"فانی احمد اللہ الیك الذی لا الہ غیرہ و اشھدان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ۔"(۱۱)

''میں تجھ سے اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

ایک اور خط میں تحریر فرمایا:

"فانی احمد الیك اللہ الذی لا الہ الا ھو لاشریك لہ و ادعوك الی اللہ وحدہ تؤمن باللہ۔"(۱۲)

ان مکتوبات میں کس خوبصورتی کے ساتھ کلمہ سواء یعنی عقیدہ توحید کی دعوت دی جا رہی ہے۔ محض ایجابی انداز سے ہی نہیں بلکہ سلبی انداز سے بھی ۔ اسی طرح بعض مکتوبات میں شہادت توحید ورسالت کے ساتھ آخرت کے عقیدے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے:

"فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لا نذر من کان حیاً و یحق القول علی الکافرین۔"(۱۳)

''میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تا کہ ہر زندہ انسان کو (آخرت کا) ڈر سناؤں اور کافروں پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔''

۲-فریق مخالف اور مخاطب کے مقام ومرتبہ کا لحاظ:

مکالمہ بین المذاہب میں مخاطب اور فریق مخالف کا ادب واحترام از حد ضروری ہے۔ کوئی کلمہ ایسا تحریر نہ کیا جائے یا کوئی انداز اور اسلوب ایسا اختیار نہ کیا جائے جس سے مخاطب کی عزت نفس مجروح ہو۔ وہ قیادت کے جس منصب پر فائز ہو اس کو تسلیم کیا جائے۔ گفتگو، کلام اور تحریر میں اس امر کو پیش نظر رکھا جائے۔

مکتوبات نبوی ﷺ میں شاہان کے خطاب کا انداز ملاحظہ ہو:

"من محمدٍ رسول اللہ الی النجاشی عظیم الحبشہ۔"(۱۴)

"من محمد عبداللہ و رسولہ الی ھرقل عظیم الروم۔"(۱۵)

"من محمد عبداللہ و ررسول الی المقوقس عظیم القبط۔"(۱۶)

"من محمد عبداللہ و ررسول الی کسریٰ عظیم فارس۔"(۱۷)

رسول اکرم ﷺ نے ان کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کرتے ہوئے دعوت دی۔ اسی طرح جو والی یا گورنر تھے ان کے نام تحریر کیے گئے۔

مکتوب نبوی ﷺ کی معاصر تاریخ میں ہمیں ایک ایسے خط کا تذکرہ بھی ملتا ہے جس میں ایک فرماں رواں خسرو پرویز دوسرے فرماں روا قیصر روم کو یوں مخاطب ہوتا ہے:

''سب خداؤں سے بڑے خدا، تمام روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کمینہ اور بے شعور بندے ہرقل کے نام۔ تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے خدا پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے خدا نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچا لیا؟ میں اس وقت تک صلح نہیں کروں گا جب تک تو اپنے صلیبی خدا کو چھوڑ کر آتش پرستی اختیار نہ کر لے۔''(۱۸)

آج کے دور میں مکالمہ کے لیے لازمی امر ہے جو جس مقام اور منصب پر فائز ہے خواہ وہ روحانی ہو یا دینی، سیاسی یا سماجی، اس کے مقام کو مدنظر رکھا جائے۔

۳۔ مخاطب کے فکری پس منظر سے آگاہی:

مکالمہ بین المذاہب کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کے ذہنی رجحان، اس کے عقیدہ، اس کی تاریخ یہاں تک کہ اس کے جغرافیہ کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ یہود و نصاریٰ، قوم مجوس اور مشرکین عرب کے جو عقائد تھے اور جن گمراہیوں میں وہ مبتلا تھے رسول اکرم ﷺ نے بلیغ انداز میں اپنے مکتوبات میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً

خیبر کے سرداروں کے نام خط میں لکھا:

"من محمد رسو ل اللّٰہ صاحب موسیٰ و أخیه المصدق لما جاء به ، الا ان اللّٰه قال لکم یامعشر اهل التوراة وا نکم لتحدون ذالك فی کتابکم۔ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَاناً سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً۔"(۱۹)

شاہ روم ہرقل (Herclius) اور بنام شاہ قبط مقوقس (Muqawaqis) کے مکتوب میں اس آیت کا انتخاب فرمایا۔

﴿قل یا هل الکتاب تعالوا الی کلمة سواءٍ بینا و بینکم ان لا تعبد الا اللّٰه و لا تشرك به شیئاً ولا یتخذ بعضاً بعضاً ارباباً من دو ن اللّٰه فان تولوا فقولو اشهدوا بانا مسلمون۔﴾ (۲۰)

شاہ فارس کو لکھا:

"ان لا اله الا اللّٰه وحده لاشریك له۔"

چونکہ مجوسی شرک کرتے ہیں اور دو خداؤں کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کو شرک سے روکا گیا ہے۔

شاہ حبش نجاشی کے مکتوب میں تحریر فرمایا:

"اشهدان عیسیٰ ابن مریم البتول الطیب الحصینه فحملت بعیسیٰ من زوجه و نفخه کما خلق آدم بیده ۔" (۲۱)

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم بتول طیبہ عفیفہ کی جانب القا کیا کہ وہ اللہ کے نبی عیسیٰ کی والدہ بنیں پس اللہ ہی نے ان کو اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو (حضرت مریم) میں پھونک دیا جیسا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔''

مخاطب کے فکری پس منظر کے ضمن میں یہ ادراک بھی از حد ضروری ہے کہ مخاطب کی زبان کیا ہے، ان کے رسم و رواج کیا ہیں ۔ چنانچہ جن سفراء اور قاصدین کو روانہ کیا گیا یہ بھی نگاہِ پیغمبر کا کمال تھا کہ وہ ان کی زبان، جغرافیہ، آداب سفارتکاری سے پوری طرح باخبر تھے ۔ (۲۲)

۴- دین کا وقار بلند رکھنا:

رسول اکرم ﷺ کا مکالمہ خواہ مشرکین عرب سے ہو یا وفود العرب سے یا آپ نے مکتوبات تحریر فرمائے ۔ آپ نے کہیں بھی مداہنت اور سودے بازی سے کام نہیں لیا (جیسا کہ آج کے دور میں وحدۃ الادیان کا چرچا ہے کہ تھوڑا حصہ سبھی مذاہب سے لے لیا جائے ۔)

آپ ﷺ نے دین اسلام کو پورے وقار کے ساتھ مخاطب کے سامنے پیش فرمایا۔ مکتوبات کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

''أسلم تسلم'' (اسلام قبول کرلو سلامتی پاؤ گے)

''یؤتک اللہ اجرک مرتین'' (اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا)

''فان تولیت فعلیک اثم المجوس / اثم القبط / اثم الاریسین.''

اگر تم نے روگرانی کی تو پھر مجوسیوں/قبطیوں اور عوام کا وبال بھی تم پر پڑے گا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ (سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے)

گویا خطاب میں محض اپیل کا انداز نہیں بلکہ انذار اور تبشیر کا بھی اسلوب ہے۔

شاہ فارس کو لکھا:

"فانی انا رسول اللہ الی الناس کافة لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین۔" (۲۳)

جب مسلیمہ نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے آپ کے ساتھ نبوت میں شریک کرلیا گیا ہے، نصف زمین ہماری اور

نصف قریش کی مگر قریش حد سے بڑھنے والے ہیں۔

اس خط کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے لکھا:

"من محمد الی مسلیمة الکذاب! بلغنی کتابك الکذب والافتراء علی اللّٰہ و ان الارض۔ یورثها من یشاءُ من عبادہ و العاقبة للمتقین والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔" (۲۴)

ھوذۃ بن علی رئیس یمامہ کو لکھا:

"سلم علی من اتبع الهدیٰ و علم ان دینی سیظهر الی متهیٰ الخف والحافر فاسلم تسلم ، و اجعل لك ماتحت یدك" (۲۵)

''یاد رکھو میرا دین عن قریب دور ونزدیک تک غالب آنے والا ہے۔ اس لیے اسلام قبول کرلو، سلامتی پاؤ گے۔ اسلام قبول کرلو تو تمہارا مقبوضہ ملک تمہارے قبضہ وتسلط میں رہے گا۔''

ھوذہ بن علی کو جب آپ نے مکتوب تحریر فرمایا تو ھوذہ نے اس کے جواب میں لکھا:

جس دین کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں ، وہ بہت اچھا دین ہے ، میں اپنی قوم کا مشہور خطیب اور شاعر ہوں اور اس لیے عرب میری بڑی عزت کرتے ہیں ، اگر آپ مجھے اپنی حکومت میں شریک کرلیں تو میں آپ کی پیروی کے لیے تیار ہوں۔ (۲۶)

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر وہ مجھ سے ایک بالشت بھر زمین بھی طلب کرے گا تو میں نہیں دوں گا۔ جو کچھ اس (اللہ) کے قبضے میں ہے وہ جاننے والا ہے۔'' (۲۷)

۵۔ نصیحت وخیر خواہی اور نرمی کا اسلوب اختیار کرنا:

مکالمہ بین المذاہب میں ایک داعی کا اسلوب یہ ہے کہ پوری خیر خواہی ، دردِ دل کے ساتھ مخاطب کو دعوت دے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

"فقولا له قولا لیّنا لعله یتذکر أو یخشیٰ۔" (۲۸)

چنانچہ ہم مکتوبات میں آپ کا یہ اسلوب جابجا دیکھتے ہیں۔

شاہ حبش نجاشی کو خط کے آخر میں لکھا:

"قد بلغت و نصحت فاقبلوا نصیحی والسلام علی من اتبع الهدیٰ۔" (۲۹)

''میں نے اللہ کا حکم پہنچادیا اور تمہیں نصیحت کردی ، پس تم میری نصیحت کو قبول کرو اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔''

منذر بن ساوی حاکم بحرین کے نام خط میں لکھا:

"اما بعد فانی اذکرك اللّٰہ عزوجل فانه من ینصح فانما ینصح و انه من یطع رسلی و یتبع

امرهم فقد نصح لی۔"(۳۰)

''بعدازاں میں آپ کو خدا کی یاد دلاتا ہوں جو نصیحت قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی آپ کو فائدہ پہنچاتا ہے جو شخص میرے قاصدوں کی پیروی کرے اور ان کی ہدایت پر عمل کرے گا اس نے حقیقت میں میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نصیحت کو قبول کیا اس نے حقیقت میں میری نصیحت کو مانا۔''

نجران کے عیسائی پادریوں کے نام مکتوب میں لکھا:

"فانی ادعوکم الی عبادة اللّٰہ من عبادة العباد و أدعوکم الی ولایة اللّٰہ من ولایة العباد۔"(۳۱)

''میں تمھیں انسان کی عبادت کرنے کی بجائے اللہ کی عبادت اور خود انسان کی تولیت میں سپرد کرنے کی بجائے خدا کی ولایت پر اعتماد کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔''

سید محبوب لکھتے ہیں:

''مکتوبات نبوی ﷺ کے ایک ایک لفظ سے مخاطب کے لیے دردمندی اور خیر اندیشی کے دلی جذبات مترشح ہوتے ہیں۔''(۳۲)

خلاصۂ بحث:

مکتوبات نبوی ﷺ کے مذکورہ بالا پہلوؤں سے بطور خلاصہ تین اہم نکات سامنے آتے ہیں:

۱- رسول اکرم ﷺ کے مکتوبات کے نتیجے میں تین قسم کے رویے ہمارے سامنے آتے ہیں:

- ایک رویہ وہ ہے جنھوں نے رسول اکرم ﷺ کی دعوت کو تسلیم کیا جیسے شاہ حبش نجاشی۔
- دوسرا رویہ وہ ہے جس نے سخت ردعمل کا اظہار کیا اور معاندانہ رویہ اختیار کیا جیسے شاہ فارس۔
- تیسرا رویہ وہ ہے جس نے اگرچہ اسلام کی دعوت کو قبول تو نہیں کیا مگر سفارت کاری کے آداب کے مطابق قاصدوں کا اعزاز و اکرام کیا، آپ کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا، اپنے کچھ عذر بتائے، مگر آپ کے لیے تحفے تحائف بھی ارسال کیے جیسے شاہ مصر، شاہ روم وغیرہ۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو آج کی دنیا میں مکالمہ بین المذاہب کے حوالے سے انہی تین قسم کے رویوں کا سامنا ہے بالفاظ دیگر تینوں طرح کے مزاج کے حامل افراد و اقوام دنیا میں موجود ہیں۔ بہت سے ممالک غیر مسلم ہونے کے باوجود مسلمانوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو دعوت و تبلیغ اور عبادت کے لیے نہ صرف آزادی دیتے ہیں بلکہ قانونی تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں۔ بعینہٖ جیسے اس وقت کا حبشہ تھا۔

ایسے ممالک میں مسلمانوں کو ایسی حکمت عملی کے ساتھ کام کرنا چاہیے یا مکالمہ کرنا چاہیے کہ ان کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے۔

کچھ ممالک معاندانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا نام تک سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے ایسے ممالک میں خاص حکمت کے ساتھ مکالمہ کی ضرورت ہے۔ایسے ممالک جمہوریت اور سیکولرزم کے علمبردار ہیں تاہم مسلمانوں کو ان کے قانون اور ضابطہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے ربط و تعلق استوار کرنا ہے۔اس لیے دعوت کے لیے ''حکمت عملی'' یکساں نہیں ہے۔ بلکہ مدعو کے لحاظ سے مختلف ہے۔

﴿ادع الی سبیل ربك بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هی احسن۔﴾ (۳۳)

یقیناً کچھ ممالک غیر جانبدار ہیں۔ وہ ہر مذہب اور عقیدہ کو آزادی دیتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کا نظام، قانون و دستور متاثرہ ہو۔ایسے ممالک کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق خود امریکہ میں 20 ہزار کے قریب سالانہ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔

دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر چہ اب باقاعدہ مکتوبات کا وہ دور نہیں رہا تاہم مسلمانوں کو اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ وہ ایسا لٹریچر تیار کریں جو تینوں طرح کے طبقات اور رویوں کے لیے دعوت اور مکالمہ کا کام دے سکے۔ اسلام ایک عالم گیر دین ہے۔اس کی دعوت تمام طبقوں کے لیے ہے۔

تیسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ دیگر اقوام بالخصوص مغرب کے ساتھ مکالمہ میں ہمارا رویہ معذرت خواہانہ اور دفاعی کے بجائے اقدامی ہونا چاہیے۔ ہمیں اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات کی ایسی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ معروف روایت کے مطابق جب قریشی وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے مختلف آپشنز رکھے کہ آپ جو پیش کش بھی چاہیں قبول کرلیں اور دعوت سے باز آجائیں تو اس وقت جو آپ نے الفاظ ارشاد فرمائے وہ ذہنی مرعوب کے شکار لوگوں کے لیے خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو میں اپنے مشن سے پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں۔''

حوالہ جات وحواشی

١- النمل:٢٩_٣٠

١- حمید اللہ، ڈاکٹر، مجموعة الوثائق السیاسیة لعهد النبوی ﷺ الخلافة الراشدة، مطبعہ لجنة التالیف و الترجمة والنشر، ١٩٥٦ء، مقدمہ

٢- طبری، ابن جریر، تاریخ الامم و الملوک (مترجم سید محمد ابراہیم ندوی) نفیس اکیڈمی، کراچی، ١٩٧٠ء، ج:١، ص:٣٤٥

٣- حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو مکتوب ملکہ سبا کو لکھا قرآن حکیم کے مطابق: انه من سلیمٰن و انه بسم الله الرحمن الرحیم. (النمل:٢٧_٣٠)

٤- محبوب رضوی، سید، مکتوبات نبوی، اردو، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز، ١٤، ایبٹ روڈ لاہور، ٢٠٠٠ء، ص:٤٣_٤٤

٥- قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔ (قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى) (طہ،٢٠:٤٧)

٦- مکتوبات نبوی ﷺ، حوالہ مذکور

٧- ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار الصادر، بیروت، ١٣٨٠ھ، ج١، ص:٢٥٨

٨- ال عمران_٣:٦٤

٩- اخرجه البخاری فی کتاب الزکاة باب لاتؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقة.

١٠- حبش، عرب کے جنوب میں مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ حبش عربی نام ہے، یونانی میں اسے ایتھوپیا (Ethopia) کہتے ہیں۔ حبش کا رقبہ دو لاکھ ستانوے ہزار مربع میل ہے۔ بعثت نبوی ﷺ کے زمانہ میں حبش کے تخت پر اصحمہ نامی بادشاہ متمکن تھا۔ (مکتوبات نبوی ﷺ، حوالہ مذکور۔ص:٥٩)

١١- ابن سعد، الطبقات، ج٣، ص؛١٠؛ الوثائق السیاسیة، ص:٤٣

١٢- ابن قیم، زاد المعاد، ج:٣، ص:٦١_٦٢؛ ابن سعد، الطبقات، ج:٣، ص:١٩؛ الوثائق السیاسیة، ص:٨

١٣- ابن سعد، الطبقات، ج:١، ص:٢٧٥

١٤- صحیح بخاری، ج:٢، کتاب المغازی، تاریخ طبری؛ ج:٣، ص:٩

١٥- ابن سعد، الطبقات، ج:٣، ص:١٥؛ الوثائق السیاسیة، ص:٢٥

١٦- قسطلانی، شرح بخاری، ج:١، ص:٦٧؛ الوثائق السیاسیة، ص:٥٠

۱۷- ابن قیم، زاد المعاد، ج:۳، ص:۶۱؛ الوثائق السیاسیۃ، ص:۴۷

۱۸- تاریخ الامم، ج:۳، ص:۹۰؛ الوثائق السیاسیۃ، ص:۸۶

۱۹- الوثائق السیاسیۃ، حوالہ مذکورہ، ص:۳۷۔۳۸

۲۰- آل عمران، ۳:۶۴

۲۱- سیرت حلبیہ، ج:۳، ص:۳۴۳، الوثائق السیاسیۃ، ص:۴۳

۲۲- تفصیلات کے لیے دیکھیے: محمد یونس، ڈاکٹر، رسول اللہ کا سفارتی نظام، علوم شرعیہ پرنٹرز لاہور، ۱۹۹۶ء

۲۳- تاریخ طبری، ج:۳، ص:۹۰، الوثائق السیاسیۃ، ص:۷۶

۲۴- الطبقات الکبریٰ، حوالہ مذکور، ج:۱، ص:۲۷۳

۲۵- الوثائق السیاسیۃ، حوالہ مذکور، ص:۹۱؛ ابن قیم، زد المعاد، جلد۳، ص:۱۹۴۔

۲۶- الطبقات کبریٰ، ج:۳، ص:۱۸

۲۷- تاریخ طبری، ج:۲، ص:۲۳۲

۲۸- طٰہٰ، ۲۰:۴۴

۲۹- مجموعہ الوثائق السیاسیۃ ص:۴۴

۳۰- زاد المعاد، ج:۳، ص:۶۱۔۶۲، ابن سعد، الطبقات، ج:۳، ص:۱۹، ۲۷

۳۱- الوثائق السیاسیۃ، ص:۱۰۰

۳۲- مکتوبات نبوی ﷺ، ص:۴۲؛ نیز دیکھیے: محمد نسیم صدیق، مکتوباتِ اقدس، نسیم اکبر فاؤنڈیشن فیصل آباد، ۱۹۸۹ء۔

۳۳- القرآن: ۱۶:۱۲۵